

uo 659

مولانا الطیف

سلازمی مجلس مد اکرہ علمیہ کلکتہ

سال ہشتم

خلاصہ رویداد ہشتہویہ ہائے مجلس کو الفوق منعقد ۸ شہر شعبان المعظم ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۲۳ نومبر ۱۸۶۹ء

بخاش

جناب مولوی عبداللطیف خان جہاد

سکریٹری مجلس

مشتمل در پر مختص تقریر تحقیق تنویر جناب مولوی

کرست علی صاحب اعجاز نموری کے مفصل الذیل پر

ہندستان باطنی و شاہ عیسائی مذہب کے قبضہ اقتدار میں ہر مطابق فقہ مذہب حنفی کے

دارالاسلام اور یہاں مسلمانان اہل مذہب کو جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔

لکھنؤ

پبلشرز مولانا محمد رفیع مسیحی

SALAR JUNG ESTATE LTD

PRINTED BY BCC

هو اللطيف
سدا فی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ

سال ہشتم

خلاصہ رویداد ششمن یا نہ جلسہ مجلس کورافوق منعقدہ ۸ شہ شعبان المعظم ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۲۲ نومبر ۱۸۶۹ء

جناب مولوی عبداللطیف خان بھادر

سکریٹری مجلس

مشتمل و پر ملخص تقریر تحقیق تنویر جناب مولو کے
گرامت علی صاحب اعجاز جو پری کے مفصل الذیل پر

ہندستان جہاں فعل یا دشاہ عیسائی مذہب کے قبضہ افزارین ہو مطابق فقہ مذہب حنفی کے

دارالاسلام ہو اور یہاں مسلمانان اہل ہند کو جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔

لکھنؤ

بنیاد پشی نول کشور کے مطبع میں چھپا

هو اللطيف

اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ

سال ہشتم

خلاصہ رویداد شش ماہیہ مجلس مذاکرہ فوق منعقدہ ۲۸ شہر شعبان المعظم ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۲۳-۲۴ نومبر ۱۸۶۹ء

بخانہ

جناب مولوی عبداللطیف خان جہاد

سکری مجلس

مشتمل و پر مختص تقریر تحقیق تنویر جناب مولوی

کر امت علی صاحب اعجاز جو پری کسمسئلہ فی الذیل پر

ہندستان بالفعل بادشاہ عیسائی مذہب کے قبضہ اقتدار میں ہو مطابق فقہ مذہب حنفی کے

دارالاسلام اور یہاں مسلمانان اہل ہند کو جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔

لکھنؤ

جانی پشی نول کشور کے مطبع میں چھپا

ب

حامی و مربی مجلس

جناب منزلت مآب آنرہل سر ویلیم گرے صاحب بہادر کے سی۔ اس۔ آئی
نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ

صدر مجلس

عالیجناب قاضی عبدالباری صاحب

نائب صدر

جناب مولوی عباس علی خان فصاحب

ممبران کمیٹی انتظامی

جناب شاہزادہ محمد رحیم الدین صاحب — (از خاندان میسورہ)

جناب شیخ عیسیٰ بن قوطس صاحب

جناب انتظام الدولہ مرزا احمد بیگ خان بہادر

جناب ہمار الدولہ محمد قاسم علی خان بہادر

جناب مولوی محمد عبدالرؤف صاحب

جناب مولوی ابوالقاسم عبدالحکیم صاحب

جناب آقاسید مرتضیٰ صاحب بہبہانی

جناب ڈاکٹر میر اشرف علی صاحب

جناب مولوی سید آل احمد صاحب

جناب نشی سید لطافت حسین صاحب

جناب مولوی عبداللطیف خان بہادر۔ ممبر و سکرٹری

مجلس مذاکرۂ علمیہ کلکتہ

جناب لومی عبد اللطیف خان، ممبر کونسل قانونی جناب نرمل ناتھ لکھنوی، زیر ہاؤسنگ کالہ نے بتایا کہ ۱۲-۱۳ شوال ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۰ اپریل ۱۹۷۸ء اس مجلس کی بنیاد ملی اس مجلس کے جلسات مروج ایسے مکان میں ہر مہینے ایک بار منعقد ہوا کرتے ہیں +

اس مجلس کے بنیاد لئے سے مقصد و کلی اور غرض صاف تھی کہ جماعہ اہل اسلام طبقات اعلیٰ اور تعلیم یافتہ میں مختلف مضامین علمیہ و تجارتی حکمیہ پر تقریر اور تقریر کے پڑھے اور بیان کیے جانے سے معلومات و فائدہ سمات کی اشاعت کی جائے اور یہ تقریرات اس مجلس کے مابین جلسوں میں و فاسمی عربی و انگریزی و انگریزی میں اور بیان کی جاتی ہیں +

حضرات اہل اسلام نے نہایت درجے کی توجہ اس مجلس کی طرف مبذول فرمائی چنانچہ بیشتر علماء و عظام بکثرت جلسات مجلس میں تشریف لائے اور راکین سلطنت و الیاء ملکات و رؤس و سر صاحبان فی شان اہل فرنگ نے بھی اس مجلس کو پسند فرمایا اب جماعہ اقطاع ملک ہند پانسو سے زیادہ معززین اہل اسلام راکین مجلس میں داخل ہیں +

ہر سال ایک مجلس کی طرف سے ایک سالانہ جلسہ غیر معمولی اس الامارت کلکتہ کے ایوان فعت بنیان فرمایا گئے منعقد ہوا کرتا جس میں ہر کھٹے بٹے علماء اہل فرنگ اہل ہند واسطے نمایش تجویزات و آیات متعلق علوم طبعیہ و حل عقدا و اشیا و علوم متعلق کشش کہ بائی وغیرہ تشریف لایا کرتے ہیں ان جلسوں کے انعقاد سے مقصود یہ ہے کہ نوجوانان اہل اسلام کے دل و دماغ میں علم و شوق پیدا ہو اور ضمناً جملہ طبقات اقوام مختلف و زبان باہم ستانہ رابطہ محالست و معاشرت کی ترقی ہوتی ہے اس جلسہ غیر معمولی میں بڑے بڑے شخصان نامی و گرامی ہر بوقت انعقاد کلکتہ میں رونق افروز ہوتے ہیں قدم نہ فرماتے ہیں چنانچہ مبالغہ علی القاب عظمت و تہمت و تاب ہزارہ بلند ارادہ و یوں آف ایڈ بل ہمارے بھی اس مجلس کی اپنے قدم و مہمیت لزوم سے مشرف فرمایا اور شہزادہ محمد وح نے اپنی ایک تصویر بھی اس مجلس میں بطور یادگاری اپنی شرکت کے اس جلسہ غیر معمولی میں جو بتاریخ ۲۹-۳۰ ستمبر ۱۳۹۹ھ منعقد ہوئی تھی ارسال فرمائی ہو +

تہذیب

بعض اشخاص نے جنکی رای کی عظمت لازم ہو اس بات کی تحریک فرمائی کہ اس امر کی تصریح ضرور ہو کہ وہ جلسہ جسکی رویداد صفحات ذیل میں ضبط تحریر میں آئی ہو کس وجہ سے منعقد ہوا اسکی وجہ یہ ہو کہ کچھ دن ہوئے ایک سلمان عہدہ دار سرکاری کے دستخط سے جو مقام بھاگلپور میں خدمت سرکار پر مامور ہیں ایک خط انگریزی اخبار ونیمین چھپا جس میں انھوں نے اپنے کو اور عامہ خلایق کو اس بات کی مبارکباد دی ہو کہ بذریعہ انکی محنت و مشقت کے یہ امر مسلمانوں پر منکشف ہو گیا کہ وہ یہ یعنی مسلمانوں پر موافق اپنے احکام مذہبی کے سرکار انگریزی سے بغاوت کرنی فرض نہیں ہو اور دو اخباروں میں بھی خط کا ترجمہ شہر ہوا انکی دانست میں گویا فی الحقیقت یہ ایک ایسی بات ظاہر ہوئی کہ جس سے قبل اسکے حضرات اہل اسلام مطلقاً وقفیت نہ رکھتے تھے بلکہ یہ منکشف ہوا کہ ان مسلمانوں کو جو انکے عطف و پناہ فرمان روایوں کی نسبت کو باطنی کی باعث غدر اور سرکشی کی بنا ڈالے تھے لازم ہو کہ اس لعنتانہ فرغ کے فیض سے آئندہ ویسی باتوں سے محترز رہیں *

چونکہ دہلی اور لکھنؤ کے اوس فتویٰ سے جسکو عہدہ دار مذکور نے چھاپ کر شہر کیا وہ مضامین جو مذکور ہوئے خواہ مخواہ مستنبط ہوتے تھے اسلیے اس شہر کے بہتے رؤسای اہل اسلام کو جو اس مسئلہ میں جو بہر وقوف رکھتے تھے نہایت استعجاب اور سخت طیش آ یا اور ان پر واجب ہوا کہ اس مسئلہ کے متعلق احکام شرع اسلام کی تشریح عامہ پر منکشف ہو جس سے سب پر بہرین ہو کہ مسئلہ مذکور جسکا استفتاء کیا گیا تھا کوئی ایسا مسئلہ تھا جس میں ہندوستان کے کسی اچھے مسلمان کو کچھ بھی تامل ہو پھر ایسے وقت میں جناب مولوی کرامت علی صاحب کے کلکتہ میں تشریف لانے سے اس شخص کے لیے ایک اچھا موقع ہاتھ آیا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ یہ رویداد قلم میں اگر علام عام کے لیے زیور طبع و مستہار سے آراستہ و پیرستہ ہوا *



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسلامی مجلس نازک علیہ کلکتہ

خلاصہ رویداد ششہ ماہیہ جلسہ اسلامی مجلس نازک علیہ کلکتہ

بابت سال ششم

۸ شعبان المعظم ۱۳۸۲ ہجری مطابق ۲۳ - نومبر ۱۹۶۲ء ایسیوی وزیر پارس شہر
آٹھ بجے رات کو چھٹا ماہیہ جلسہ اسلامی مجلس نازک علیہ کلکتہ کا جناب امیر عبد اللطیف خان بہادر
سکرٹری مجلس کے مکان میں منعقد ہوا بہت سارا اکیں حضوری مجلس اور ایک جماعت کثیر حضرات
غیر اراکین میں سے حسب دعوت سکرٹری مجلس تشریف قدوم ارزانی فرما کر شریک جلسہ ہوئے
عالمی جناب قاضی عبدالباری صاحب صدر مجلس نے گرمی صدارت پر جلوں فرمایا
معمولی ابتدائی کاموں کے انجام کے بعد جناب سکرٹری نے جناب امیر کو رستہ
صاحب اعظم جونپوری کی تعریف و تعارف حاضرین جلسہ کے حضور کیا اور یہ کہا کہ یہ بزرگوار
حضرت اہل تسنن کے حنفی مذہب والوں کے بہت بڑے مشہور واعظ ہیں اور انھوں نے
اپنی عمر شریف کے پچاس سال ملکیت بنگالہ علیٰ خصوصاً ضلع شرقی بنگالہ میں شیوہ

و عطا نصیحت میں صرف فرمایا ہوا آج کے جلسہ میں ایک انگلیش لکچر کرنے کا وعدہ کیا ہے
 جس میں احکام شرع میں سے امر مرقوم الذیل کی تحقیق و تنقیح کی جائیگی یعنی
 ہندوستان جو بالفعل پادشاہ عیسائی مذہب کے قبضہ اقتدار میں ہے مطابق فقہ مذہب حنفی کے
 دارالاسلام ہو اور یہاں مسلمانان اہل ہند کو یہاد کرنا جائز نہیں ہے
 ہندوان جناب سے کسی صاحب مباحث سے اپنی فقہ تفسیریں متوزع شروع کی جس کا خلاصہ یہ ہے
 حضرت اے۔ اے کے بارے میں کلکتہ میں آیا ہوں بعض عوام ورتہ بال یہ دوسلے تھے
 پوچھا کہ آپ ہیں یعنی حنفی مذہب کے وقت یہ ملک ہندوستان دارالاسلام ہی یاد ارا حرب
 اور مسلمانان اہل ہند کو سرکار انگریز سے جو یہاں کے پادشاہ ہیں اور جو عیسائی مذہب ہیں
 جہاد کرنا درست ہے یا نہیں پہنچتے تو میں ان کے سوالات سے تھکاؤ و تعجب ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ
 اس سال لوگ ایسے سوالات پوچھتے ہیں حالانکہ قبل اسکے بارہا میں بیان آیا بھی کسی نے
 ایسے مسئلے نہ پوچھے اتنے میں یہ معلوم ہوا کہ ایک فتویٰ روا خبا ناموں میں شہر ہوا ہے
 وہی پر بنا کر کے لوگ اسے سوالات پوچھا کرتے ہیں اس وقت میں انبیاء میں آیا کہ میں
 دونوں مسئلوں کی تحقیق تین ہو ایک ہی اصل کی طریقت جامع میں ایک تقریر بطور
 رسالے کے لکھ کر اس سے چھپوا دوں تاکہ لوگوں کا غم نہ رہے ہوا و مجھ کو فریاد اوس کے
 جواب دینے سے فرصت تھی اس شائبہ میں ایک دن جناب مولیٰ عبد اللطیف خان ہمارے
 سے جو اس مجلس عالی کے سکریٹری ہیں مذاقات ہوئی وہ اور باتوں کے بدل میں
 یہ ذکر بھی درمیان آیا اونھوں نے فرمایا کہ اگر آپ نے اسے لکھ کر ہمارے مجلس کے
 کسی جلسے میں پڑھ دیں تو زیادہ تر اوسکی شہرت ہو جائے گی اور وہ رسالہ موافق قیام ہند
 مجلس کے مجلس کی طرف سے خوب کرشمہ ہوتا رہا اور چونکہ اس مجلس کے صدر والا قدر

اس شہر کے رئیس العلماء میں اور اکیس مجلس میں بھی بہت سے علمائے فحول داخل ہیں اسلئے
 اگر ان حضرات نے آپ کی تحریر کو پسند کر لیا تو اسکی سند بھی بہت ہی پکی اور مضبوط
 ہو جاوے گی اور پھر کسی کو اس پر گفتگو کی جگہ باقی نہ رہے گی میں نے بھی اس مضمون کو نہایت
 پسند کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ جب آئندہ آپ کی مجلس کا کوئی جلسہ منعقد ہونے والا ہو
 کئی دن پیشتر مجھے اطلاع کیجئے کہ میں اپنی تحریر مرتب کر کے اس جلسے میں حاضر ہوں
 اور حضار مجلس کے رہبر اور سے پڑھ کر سنا دوں چنانچہ ہفتہ گذشتہ مولوی صاحب مرحوم نے
 مجھے آج کے اس جلسے کے منعقد ہونے کی خبر دی مگر چونکہ میں بسبب ایک ضرورت خاص کے
 اسی وقت اس شہر سے باہر چلا گیا تھا اور صرف دو روز پیشتر وہاں سے لوٹ آنے کی
 فرصت ملی اس دوروز کے اندر بھی میں دوسرے کاموں میں حصہ زیادہ مشغول ہا ہذا
 اس تحریر موعود کے مرتب کرنے سے قاصر رہا پر چونکہ مجلس کی طرف سے یہ امر قرار
 پا چکا تھا کہ میری تحریر درخص اس مسئلہ خاص کے آج کے جلسے میں پڑھی جاوے گی
 میں یہ چاہتا ہوں کہ جن مضامین کو میں اپنی تحریر میں مندرج کیا چاہتا تھا انھیں میں
 کو اس وقت باختصار زبانی آپ حضرات کی خدمت میں عرض کروں اور اگر آپ حضرات
 ان مضامین کو پسند فرماویں تو انھیں مضامین کو قلمبند کر کے جس طرح چاہیں
 اسے شہر فرماویں +

اس بین اہل طلب کی گزارش کرتا ہوں مملکت ہندوستان جی بالفعل بادشاہ
 عیسائی مذہب کے قبضہ اقتدار میں ہو مطابق فقہ مذہب جعفری کے دارالاسلام ہو اور
 اسی قول پر فتویٰ ہو کیونکہ یہ قول ہے حضرت امام عظیم ہو بنیفہم کا اور ساری فقہ کی کتابوں
 جو بالفعل ہندوستان میں موجود ہیں جیسے ہایہ اور شرح وقایہ اور جامع المومنین

در المختار و ماویٰ و دونون فخر طحاوی اور رد المحتار جست حاشیہ شامی بھی کتبے ہیں فتاویٰ عالمگیری
اور فتاویٰ قاضی خان اور بحر الرائق اور نہر الفائق اور فصول غامدی اور نہایت الماد اور ابراہیم شاہ
اور شاہ و نظائر وغیرہ خواہ صراحۃ یا ضمنیاً بالاتفاق و بلا خلاف یہی مضمون مندرج ہو کر چونکہ ان
کتب سے بون کی عبارت کا نقل کرنا جو کا مطلب ایک ہی ہے و جب سب سے مال جاننے میں سکتا ہو
اس لیے اس وقت میں صرف فتاویٰ عالمگیری اور فصول غامدی کی عبارت پڑھ کر سنا تا ہوں
جو عموماً جامع اقوال متقدمین و متاخرین اور نہایت معتبر ترین کتب فتاویٰ ہیں و فتاویٰ عالمگیری
کی عبارت یہ ہے علمہ اجماع تصیریہ اسلام بشرط واحد ہو اظہار حکم الاسلام
فیہا قال محمد رحمہ فی الزیادات ثلثاً تصیریہ الاسلام دار الحرب عندابی حنیفۃ رحمہ بشرط
ثلثاً احداً اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشہار وان لا یحکم فیہا حکم الاسلام
والثانی ان تكون متصلة بدار الحرب لا یختل بینہما بلدة من بلاد الاسلام والثالث
ان لا یبقی فیہا مؤمن ولا دمی امناً بامانہ الاول الذی کان ثابتاً قبل استیلاء الکفار للمسلم
باسلامہ ولدی بعقد الذمہ وصورۃ المسئلۃ علی ثلثۃ اوجاء اما ان یغلب ہل الحرب
علی دار مرجوزا وارتدا ہل مصر وعلبوا واجرہوا احکام الکفر وبقض ہل الذمۃ علیہم وبقبوا
علی دارہم ففی کل من ہذا الصول تصیریہ حرب الایمان و قال ابو یوسف فمحل ہر بشرط واحد
لا غیر و ہوا ظہار احکام الکفر و ہوا القیاس من ہذا الدار اذا صار دار الحرب باجماع الشرط ^{ثالثاً}
ترجمہ کیا ہے کہ اگر ایک ہی شرط کے پائے جانے سے دارالاسلام ہو جائے اور وہ شرط یہ ہے کہ
اسلام دار الحرب میں ظاہر ہو جائے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے زیادات میں فرمایا ہے کہ دارالاسلام امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک دار الحرب نہیں ہوتا مگر جب تک کہ میں میں خیر طین پانی جاوین ایت یہ جاری ہو جائے اور میں احکام
کافر کی شہرت کے ساتھ اور یہ کہ اس ملک میں موافق حکم اہل اسلام کے حکم نہ کیا جاوے

دوسری یہ کہ وہ ملک ہو دارالحرب ہے اس طرح کہ اس کے اور دارالحرب کے درمیان کوئی شہر دارالاسلام کا واقع نہ ہو
تیسری یہ کہ اس ملک میں باقی نہ ہے کوئی مسلمہ کوئی مہمی نہ ہو پہلی امان کے ساتھ جو امان کا فروغ کے
غلبہ کے قبل حاصل تھی مسلمانوں کو بسبب اپنے اسلام کے اور مہمی کو عقد و مہ کے سبب ہے *
اور اس مسئلے کی تین صورتیں ہیں یکہ یہ کہ اہل حرب ہمارے ملکوں میں کسی ملک غالب ہو جاوے یا یہ کہ کسی
لوگ متحد ہو جاوے یا یہ کہ کسی ملک کا حکام کہ یہ کہ مہمی لوگ عقد و مہ کو توڑ ڈالیں اور اپنے ہی ملک غالب ہو جائیں
سوان صورتوں میں سے کسی صورت میں ملک دارالحرب نہیں ہوتا مہمی کہ تینوں شرطوں کے پائے جانے سے
جیسا اوپر مذکور ہوا اور امام ابو یوسفؒ امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا ہے کہ ایک ہی شرط کے پائے جانے سے
یعنی احکام کفر کے ظاہر ہونے سے دارالاسلام دارالحرب ہو جاتا ہے اور یہ قول صاحبین کا اور پر قیاس دارالاسلام ہونے
دارالحرب کے ایک ہی شرط کے پائے جانے سے ہی ہے چونکہ دارالحرب کے احکام اسلام کے پیغمبرؐ ہی جاتے
دارالاسلام ہوتا ہے ایسے صاحبین نے یہ قیاس کیا کہ دارالاسلام کو بھی صرف کلمہ کفر کے جاری ہو جائے دارالحرب
ہو جانا چاہیے پھر دارالاسلام جب تینوں شرطوں کے پائے جانے سے دارالحرب ہو جاوے تا آخر عبارت *
بعد اسکے مولوی صاحب مدوح نے فرمایا کہ در المختار کے مصنف ایک کتاب عند کلیہ اپنی کتاب میں لکھا ہے وہ یہ ہے
والاصح كما في السراجية وغيرها ان يفتي بقول الامام علي الاطلاق ثم يقول الثاني
ثم يقول الثالث ثم يقول ذفر والحسن بن زياد رحمهما الله تعالى انتهى *
یعنی صحیح ترین یہ ہے جیسا سرچہ غیر میں لکھا ہے کہ بیشک فتویٰ دیا جاوے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر
علی الاطلاق یعنی ہر حال میں بعد اسکے جب کسی مسئلہ میں امام کا قول پایا نہ جاوے تب ثانی یعنی امام ابو یوسف رحمہ
قوان فتویٰ دیا جاوے پھر جب امام ابو یوسف کا قول پایا نہ جاوے تب ثالث یعنی امام محمد رحمہ کے قول پر فتویٰ دیا جاوے
پھر جب امام محمد کا قول پایا نہ جاوے تب فرار حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہما کے قول پر
تو اس کلمہ کے مطابق بھی اس مسئلہ میں امام صاحب کے قوان فتویٰ ہونا چاہیے اور علاوہ اسکے

فتاویٰ عالمگیری کے مصنفین نے بھی جو ایک بہت سے علماء فحول تھے امام صاحب
 ہی کے قول پر فتویٰ دیا ہے جیسا اوسکی اخیر عبارت سے یعنی - پھر دارالاسلام جب تینوں
 شرطوں کے پائے جانے سے دارالحرب ہو جاوے صاف ظاہر ہے کہ چونکہ اگر اونکے نزدیک
 امام صاحب کے قول پر فتویٰ نہ ہوتا تو یہ محل تفریع کیونکر لکھتے کہ پھر دارالاسلام جب تینوں
 شرطوں کے پائے جانے سے دارالحرب ہو جاوے +

بعد اسکے مولوی صاحب مدوح نے فصول عمادی کی عبارت پڑھنے کے قبل
 یہ فرمایا کہ از انجا فصول عمادی کی پہلی عبارت لفظاً و معنی عالمگیری کی عبارت سے
 منطبق ہو اسلئے میں اوسکو چھوڑ کر صرف آخر کی عبارت جس میں اوکھون نے امام عظیم
 کی توجیہ بیان کی ہے پڑھ کر سنا تا ہوں اور وہ یہ ہے -

وله ان هذه البلدة صارت دارالاسلام باجراء احكام الاسلام فيها
 فماتبقى من احكام دارالاسلام فيها يتبعه دارالاسلام على ما عرف ان الحكمه اذا ثبت بعله
 فما بقى من العلة يتبع احكامه بقاءه هكذا كون شيخ الاسلام ابو بكر في شرح سبل الاصل
 يعني جب تک تینوں شرطین مذکورہ بالا پائی نہ جاوین تک دارالاسلام دارالحرب ہونے میں
 امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے کہ جو شہر (یعنی جس شہر) گنہگار ہوئی ہو اسے سبب جاری ہونے احکام
 اسلام کے اوسمیں دارالاسلام بن گیا پھر جب تک اسلام احکام میں سے اوسمیں کچھ بھی باقی رہی گا تک
 وہ دارالاسلام باقی رہیگا اوس قاعدے کے بموجب معروف ہے یعنی جب تک فی حکم ثابت ہو
 اس کے سبب سے موجب تک اوس علت میں کچھ بھی باقی رہیگا تب تک وہ حکم باقی رہیگا
 اوسکے ساتھ ایسا ہی بیان کیا ہے شیخ الاسلام ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے سیر الاصل کی شرح میں
 ان کے الفاظ سے کہہ دیا کہ جو دارالاسلام بن گیا وہ اس قاعدے کے بموجب ثابت ہے کہ ان تینوں

شرط مذکورہ بالا میں سے ایک بھی اس ملک ہندوستان میں پائی نہیں جاتی ہے نہ تو اس میں پہلی شرط پائی جاتی ہے کیونکہ اگرچہ حکام عیسائی مذہب کے احکام اسمیں جاری ہیں مگر ساتھ ہی آؤنگے احکام اسلام بھی بیان بکثرت جاری ہیں احکام عبادت تو بالکل جاری ہیں کسی عبادت کے بجائے نئے کسی طرح کی روک ٹوک نہیں ہے اور احکام معاملات بھی اکثر جاری ہیں نکاح طلاق مهر نفقہ ثبوت نسب واریث ہبہ وقف شفعہ و محبت ان سارے معاملات میں ہمارے احکام جاری ہیں ہماری فقہاوی اور احکام کے مطابق حکام عدالت خواہ ہندو ہوں یا نصرانی ہمارے حق میں ان معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں ایک مسرتفاوت نہیں ہوتا ہے بلکہ شفعہ میں تو یہ بات بھی اب تک جاری ہے کہ ہندو میں بھی آپس میں شفعہ کے حکام جاری ہیں اور نہ دوسری شرط اس ملک میں پائی جاتی ہے کیونکہ قطع نظر اسکے حدود و بیرونی کے خود اسکے اندر بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ایسی موجود ہیں کہ ان پر ملامت دار الاسلام کا اطلاق ہوتا ہے اور عبت بار حدود بیرونی کے بھی جب ہم صد غرنی اور شمالی غرلی کو خیال کرتے ہیں تو بجز دار الاسلام کے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے۔

اور تیسری شرط کے مفقود ہونے میں تو گفتگو ہی ضرور میں کیونکہ اس ملک میں ایک دوسرے دار الحرب سے ایک قوم عیسائی مذہب آگئی اور خدا نے ان کو میان لب کر دیا تو وہ یہاں کے پادشاہ ہو گئے پر یہاں کل اہل اسلام چونکٹ باشندگان سے ناکد ہیں سب کے سب بحال خود موجود ہیں اور باقی دونکٹ ہندو ہیں جو مسلمانوں کے عہد دولت میں فی می تھے وہ بھی اپنے اوسے عہد پر قائم ہیں را غلب علیا اس ملک کی بھی قوم ہیں قوم نصاریٰ اگرچہ یہاں کے پادشاہ ہیں مگر انکی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ شاید دوسرے ہلاوا اسلام میں جہاں پادشاہ بھی مسلمان ہیں جیسے روم اور ایران جہاں سے بہت زیادہ

روسلون سے لڑی حالانکہ روس و لے انگریزوں کے ہم مذہب یعنی نصرانی تھے اب اس سے صاف یہ بات واضح ہو کہ دولت علیہ انگلشیہ کو بدل اہل اسلام سے محبت ہو اور ہر مقام میں انکی تائید اور اعانت کرتی رہتی ہو پس اگرچہ یہ امر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے پر دلیل نہیں ہو سکتی پر جہاد کی حرمت اور عدم جواز پر دلیل ہو سکتی ہو کیونکہ یہ سلطان اسلام کے معابد ہین اور اسکے ساتھ صلح و اشتی اور محبت و خلوص کہتے ہیں پھر مسلمانوں کو سلطان اسلام کے معاہدے سے جہاد کو ناجائز نہیں ہو سکتا ہو۔

اسکے بعد مولوی فضل علی صاحب نے اپنی تحریر کو اوپر اس بیان کے ختم کیا کہ وہ فتویٰ جو سید حسین صاحب بھگلپوری کے ہفتا پر بنا کر کے علمای دہلی اور لکھنؤ نے لکھا ہو اور چند دینے ہندوستانی اخبار ناموں میں چھپ رہا ہو اس میں مستفتی اور مفتی دونوں کی مساحت پائی جاتی ہو مستفتی کی مساحت اس وجہ سے کہ انھوں نے عبارت استہانت میں یہ لکھا ہو کہ اہل اسلام کو اون سے تاب مقاومت نہ ہے بلکہ مقابلہ میں خوف کسر شان اسلام ہو۔ اور یہ عبارت ہندوستان کو دارالاسلام سمجھنے کی تقدیر میں مجض فضول اور بی سود اور غیر متعلق از سوال ہو جس کی کو فقہ سے ادنیٰ مناسبت بھی ہو ویگی اور سپہ یہ مساحت بخوبی واضح ہو جاوے گی اور مفتیوں کی مساحت اس وجہ سے کہ اول حضرات نے مسلمانان ہندوستان کو مستامن قرار دیا ہو اور اس وجہ سے جہاد کو حرام لکھا ہو حالانکہ مسلمان تمامین ہوتے مگر دارالحرب میں تو اگر مسلمانان ہند کو مستامن کہا جاوے تو بدالالت الترامی ہند کو دارالحرب کہنا بھی لازم آج لو گیکہ حالانکہ ہند کا دارالاسلام ہونا اولہ و براہین جلیہ فقہیہ سے ثابت ہو مسلم ہو چکا اور نہ یہ کہ آج ثابت ہو بلکہ ابتدائے عہد اسی سرکار انگریز سے آج تک ثابت چلا آیا ہو جیسا اوپر مذکور ہو چکا۔

بعد ختم ہونے اس تحریر کے جناب لوی ابوالقاسم عبدالحکیم صاحب نے فرمایا کہ اب میں
 حسب قاعدہ مجلس کے یہ تحریک کرتا ہوں کہ مجلس کس طرف سے جناب مولوی کرامت علی صاحب
 کی خدمت میں شکریہ اس امر کا ادا کیا جاوے کہ انھوں نے آج کی شبہائی مجلس میں وفوف
 ہو کر اس مسئلہ مفید عام پر تقریر اور گفتگو کی پر اس کے ضمن میں مجھے بعض اوقات رمضان میں ضروری کی گئی
 گزارش کرنی ہی اول یہ کہ جو کچھ جناب مولوی صاحب مرحوم نے اپنی تقریر تحقیق و تنویر میں بیان
 فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے اور ساری باتیں متفق علیہ ہیں آئیں کوئی مضبوط فیہ
 نہیں اور واقعی ہمارے مذہب کی جتنی کتب فقہیہ بیان مل سکتی ہیں خواہ متون و شروح میں سے
 ہوں یا کلیات و فتاویٰ میں جن میں سے چند کتابوں کے اسماء و مولوی صاحب نے بیان بھی
 فرمائے سب میں مسئلہ دارالاسلام اسی طرح پر مذکور ہے جیسا فتاویٰ عالمگیری میں مرقوم ہے صرف
 عبارت کا فرق ہو معنی کے ایک ہیں اور اسی لیے ابتدائی علمداری سرکار سے آج تک کارون
 علمای فحول اس ملک میں گزرے کسی نے اس ملک کے دارالاسلام ہونے میں خلافت نہیں کیا سب
 اسلئے دارالاسلام سمجھتے رہے اور اسکے احکام پر نسبت اس ملک کے برتے رہے اور آج تک ویسا ہی
 سمجھتے جاتے ہیں اور یہ صورت اسی وجہ سے ہو کہ ہمارے والیان ملک نے باوجود عیسائی مذہب ہونے
 کے آج تک کوئی حکم ایسا جاری نہیں کیا جس سے کسی طرح کی دست اندازی بھی ہمارے احکام
 مذہبی میں پائی جاوے جو بقای دارالاسلام کا منافی ہو دوسرا یہ کہ مولوی صاحب مرحوم نے اس
 مسئلہ پر دفعۂ عوام کی طرف سے گفتگو ہونے کی وجہ فصل بیان نہیں فرمائی صرف ایک اشارہ مختصر
 اکتفا کیا اور جناب مولوی فضل علی صاحب نے بھی اگرچہ اپنی تحریر کے آخر میں اس فتویٰ کے مستفتی
 اور مفتیوں کی مسامحت بیان کی مگر اسکی اصل حقیقت کو بیان نہیں کیا اسلئے مجھے ضرور ہوا کہ میں
 اسکی اصل حقیقت کو آپ حضرات کی خدمات میں گزارش اردن اور موقع ہی کو بھی پڑھ کر سنالوں

تحقیق اسکی یہ ہے کہ جناب مولوی سید امیر حسن خان بہادر پرنسپل اسسٹنٹ کمشنر بھنگلپور نے جب دیکھا کہ اندونون اسباب بغاوت و تبایان ضلالت نشان کی اور اسباب کی کہ بغاوت مذکور کس کو پونچھی تحقیقات ہو رہی ہو انھوں نے جناب مفتی سعد صاحب کی خدمت بابرکت میں جو اندونون بقیہ علمای فحول لکھنؤ میں اپنا مثل نہیں رکھتے اور زبان شاہی لکھنؤ میں وہاں بھی منصب افتا پر سرفراز رہے اور اب ریاست ام پور سعادت معمر میں منصب افتا اور افتادونون انھیں کی ذات مستجمع الفضائل و الکملات سے متعلق ہو ایک استفتا و باب سلسلہ جہاد کے بھجوا یا جناب مفتی صاحب مدوح نے اسکا جواب لکھا کہ بعض علمای دہلی اور لکھنؤ کی خدمت میں بھیجا اور انھوں نے بھی اس پر دستخط کیے بعد اسکے وہ فتویٰ مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا مفتی صاحب نے اسکی نقلیں بذریعہ اپنے خطوط کے اکثر ہندوستانی اخباروں میں بغرض طبع و اشتہار بھجوائیں اور صاحبان اخبار نے اسے چھاپ بھی دیا اور اسکا ترجمہ انگریزی میں کر کے بعض انگریزی اخبار نویسوں کے پاس بھی بھجوا دیا انھوں نے بھی اسے چھاپ دیا اب میں قبل دوسری گزارشات کے اس فتویٰ کو پڑھ کر شگفتا ہوں *

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمای دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر ایک ملک اسلام پر قبضہ نصاریٰ ہو جاوے اور وہ لوگ شعلہ اسلام مثل نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ و جمعہ و جماعت میں سیطرہ دست انداز نہوں اور مثل سلطان اسلام کے اس پر پورے راجہ اسلام کو اویسے تابعدار کی بھی نہ رہے بلکہ مقابلے میں خوف کسر شان اسلام ہو جیسا کہ اس وقت استرلینڈ وستان میں موجود ہے تو جہاد درست ہے یا نہیں مینو بالکتاب و توجہ بالاصواب

اجواب

میں منظور میں مبینہ ہستیوں میں ہستیوں کو جس ملک میں کہ عتیمان سے رہا ہو جہاد کرنا نہیں چاہیے کہ منجملہ شروط جہاد سے عدم عہد و امان بین المسلمین و الکفار ہو اور نیز جہاد کے واسطے ظن غلبہ مسلمین اور قوت اور شوکت اہل اسلام کی شرط ہو اگر یہ شرط مفقود ہو تو جہاد حلال نہیں صاحب منہج الغفار بیان اس مضمون میں کہ ہستیاں کو متعرض نہ اموال اور دماء اور فرج کا حرام ہو یہ لکھتا ہے کہ لانا نہ ضمن بالاعتیان ان لا یتعرض لهم فالتعرض بعد ذلك یكون غدا او الغد حرام۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے و اما شرط بالاحتیثیات احدهما امتناع العدو عن قبول ما دعی الیه من الدین الحق وعدم الامان فی العہد بیننا و بینہم والثانی ان یرجو الشوكة والقوة لاهل الاسلام یا جہادہ او با جہاد من یعتقد فی اجہادہ و رأیہ ان کان لا یرجو القوة والشوكة للمسلمین فی القتال فانه لا یحل القتال ما فیہ من القاء نفسه فی التهلكة انتهى والله اعلم۔

خادم شریعت رسول اللہ قاضی مفتی محمد سعید
محمد لطف اللہ
تعمدہ محمد قطب الدین

محمد عالم علی

علاوہ اسکے علمائے مفصل الذیل شہر لکھنؤ نے بھی انھیں جوابت پر عدم جواز کے فتویٰ دیے۔

خادم اولیاء اللہ احمد علی محمد
ابو الحسنات محمد عبدالحی
محمد جنید عبدالباسط الانصار
ابو الاحیا محمد نعیم عفی عنہ
ذکر فضل اللہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ
محمد امان الحق عفی عنہ

بعد پڑھنے اس فتویٰ کے جناب مولوی ابو القاسم عبدالحکیم صاحب نے فرمایا کہ اب

۱۶
 ہرگز جہاد نہیں ہو بلکہ بغاوت ہو اور مسلمانوں کی کسی لڑائی کو بغاوت نہیں کہی جاسکتی ہو
 جب تک وہ دارالاسلام کے پادشاہ کے ساتھ نہ ہو اور یہ بھی مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے کسی
 علمی سلسلے میں دیکھا ہے کہ جناب رضوان مآب مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جو اپنے
 وقت میں امام علمائے ہندوستان تھے اور ان کے بعد پھر ان کا مثل دوسرا پیدا نہوا ہندوستان
 دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور یہ خود ان کے افعال سے بھی ظاہر ہے کہ تمام عمر اسی
 ملک ہندوستان میں کاٹ دی اور یہیں انتقال فرمایا کبھی ہجرت کا نام تک نہ لیا اور نماز
 جمعہ و عیدین برابر بطور وجوب کے ادا کرتے رہے۔

جناب مولوی محمد عبدالرزاق صاحب نے اس تحریک کی تائید کی +

جناب مولوی عبداللطیف خان بہادر سکریٹری مجلس نے فرمایا کہ مجھے بھی اس سلسلے
 میں کچھ گزارش کرنی ہو ورنہ یہ ہے کہ حضرات مقررین سابق کی تقریرات فحشانی و کافی سے نجوبی
 و طعن پیل الکمال تحقق ہوا کہ ملک ہند یہ جو اندون زیر حکومت حکام نگاشیہ کے ہوں دارالاسلام
 ہو اور یہاں کی رعایا سے اہل اسلام کو اپنے پادشاہ وقت کے ساتھ جہاد کرنا
 ہرگز و ہر آئہ جائز نہیں ہے اگرچہ وہ عیسائی مذہب ہیں اور اب ان تقریروں کے چھپرے شتر
 ہونے سے بیشک وہ سارے شکوک و شبہات جو عوام کا لالچام کئے و لونڈیاں
 پیدا ہوئے ہیں بالکلہ منفع ہو جائیں گے اور جناب مفتی سعد اللہ صاحب کے فتویٰ کی نسبت
 میرا بھی یہی گمان ہے کہ ان کو مستفتی کی عبارت سے خصوصاً اس میں لفظ جہاد کے
 لکھنے سے وھو کا اس بات کا ہو گیا کہ یہ سوال ہندوستان کے حال سے نہیں ہے
 کیونکہ ہندوستان کا دارالاسلام باقی رہنا ابتدائی تسلط سرکار انگریزی سے آج تک
 بین العنفا سلطات میں سے ہے پھر اسکے اندر جہاد کے جواز و عدم جواز کا سوال کیونکر ہو سکتا ہے

یونکہ جہاں نہیں ہو سکتا مگر دارالحرب میں تو غالباً جناب مفتی صاحب مدوح نے یہی سمجھا ہو گا کہ
مستفتی نے کسی اور ملک کے حال سے سوال کیا ہی جسکے بعض حالات ہندوستان کے بعض حالات
مشابہ ہیں اور وہ ملک مستفتی کے نزدیک دارالحرب ہو اور مسلمان زبان بطور ستامین کہتے ہیں
قواب مفتی کا سوال یہی ہے کہ اس حال میں ان مسلمانوں کو پادشاہ ہند کے ساتھ
جھاڑنا جائز ہی یا نہیں تو نے شک اسکا جواب انھوں نے بہت صحیح لکھا اور نہ مفتی صاحب
اونکے اقراں دوسرے علما کی نسبت مجھے یقین ہے کہ ہرگز وہ ہندوستان کو دارالحرب نہیں بتلاویں گے
اور میں نے سنا ہے کہ قبل اسکے خود مفتی صاحب نے ہندوستان کے دارالاسلام ہونے پر فتویٰ
لکھا ہے یہ مباحث ختم ہونے تک جتنی تفقیح کی مقتضا ہو گئی علاوہ اسکے ایک نہایت غور و فکر کے قابل
یہ امر ہے کہ اگر ہم ان باتوں کے سوا اس محبت ملی اور خلوص باطنی کو یاد رکھیں جو قوم انگریز ہمارے
سلطان و موم کے ساتھ رکھتے ہیں تو ہمارے اس وجہ سے بھی اس قوم کا خیر خواہ و شکر گزار رہنا لازم ہے
اب انکی ہوا خواہی اور خلوص و محبت و تائید و اعانت کا حال کچھ مختصر سا گزارش کرتا ہوں
کیونکہ غالباً حضرات حاضرین میں سے بعض حضرات کو احوال تفصیلی اور امور کے جنکے سبب سے
سرشتہ موافقت و رابطہ مصداقت فیما بین سلطان و قوم انگریز کے محکم و محکمہ معلوم نہ ہو سکے
پرا نا قصہ و موم و روس کا کل حضرات کو کچھ نہ کچھ معلوم ہی ہو گا جسکا مختصر یہ ہے کہ شہنشاہ و
بباطن واسطے ہمہ نمایان اسلام کے اور بظاہر ظالم نہاد و استغناظ حقوق مذہبی رعایا سے عیسائی
مذہب سلطان و موم کے سلطان کیوان مکان سے اپنے پرآباد ہو گیا اور چونکہ روسیوں کی فوج
لشکر سلطانی سے بہت زائد تھی اسلئے دوسروں کی تائید و اعانت کی ضرورت ہوئی اور وقت
سب سے پہلے جناب ملکہ معظہ انگلستان جو ہمارے ہندوستان کی شہنشاہ ہیں سلطان کی تائید
و اعانت میں آمادہ و مستعد ہوئیں اور اگرچہ شہنشاہ فرانس نے بھی اس محرکہ میں سلطان کی حمایت کی

وائر ہو اس معرکہ عظیم کی کیفیت ایسی عجیب و غریب ہو کہ انسان کی عقل و سکے سمجھنے میں
اہل حیران ہوئے

فرانس والوں کو ابتدا ہی سے برابر ہزیمت پر ہزیمت ہی ہوتی رہی اور آخر کار شہنشاہ
فرانس نے اپنی لاکھوں فوج کے پادشاہ پروشیا کے ہاتھ قید ہو گئے چنانچہ اب تک وہ
اوسے قید میں ہیں اور اندون پادشاہ پروشیا کی فوج نے دار السلطنت فرانس کا محاصرہ
کر رکھا ہے اور عجیب نہیں کہ عنقریب شہر دار السلطنت پر انکا قبضہ بھی ہو جاوے یہ تو اس
لڑائی کی مختصر کیفیت ہے اب سرے سلاطین یورپ کا حال سنئے کہ چونکہ ان سے طرفین سے
محبت اور اتحاد ہو اسلئے انھوں نے کسی کی جانب اسی نکی دونوں کو اپنے حال سے چھوڑ دیا
کہ باخود ہا جیسا بنے لڑیں یہاں بھی کئی دن ہوئے شہنشاہ روس نے ایک طرف اشتہار جاری
کیا ہے جسکے مضمون سے کل یورپ یعنی ممالک بیضان میں ایک خلفشار پڑ رہا ہے تفصیل
اسکی یوں ہے کہ بعد انفصال دس محاربہ روم و روس کے مقام قزم یعنی کریمیا میں جسکا ذکر
ابھی ہو چکا پادشاہان یورپ نے باخود ہا ایک عہد نامہ و خصوص بقای صلح و دوستی مابین
خود ہا تحریر کیا تھا اور اس میں بہت سی شرطیں لکھی گئی تھیں جن میں خاص خاص شرطوں کی
بجائوری ایک ملک پادشاہ پر و واجب لازم کردانی گئی تھی تو بظلمہ اون خاص شرطوں کے
جسکی بجائوری شہنشاہ روس پر واجب کر دینی گئی تھی ایک شرط تھی کہ شہنشاہ روس
اپنے جہازات جنگی ہرگز و ہر آئینہ کبھی بحرا سو و میں جو سلطنت روم اور مملکت روم کی ایک جانب کا
حد فاصل ہی داخل نہ ہونے دیوینگے چنانچہ اوس وقت سے آج تک کل سلاطین متعاہدین اپنی
شرطوں کی پابندی کرتے چلے آتے ہیں بالفعل شہنشاہ روس نے یہ اشتہار دیا ہے کہ ہم
اب اس شرط کی یعنی شرط متعلق بحرا سو و کی پابندی ضرور نہیں سمجھتے ہیں

آزاد کیا گیا کہنگو یا سلطان روم کے ساتھ جنگ پیکار کی آمادگی کا نشان اُل ہوا سیلے سب سے پہلے
یہی قوم انگریز جنکے ظلِ عاطفت میں ہم ساتھ نہایت امن چین کے اوقات بسر کر رہے ہیں اور
جنگی جو بیون کے بیان کرنے میں ہم اپنا حق واجب ادا کرتے ہیں چوتھے اور اس عہد شکنی کے
اسباب بوجہٴ غث کے متفحص ہوئے *

شاہِ روس اس اشتہار کے متعلق حالات سے جو درادہ مہمات ممالکِ بھارت کے جاری تھیں
ظن غالب بات کا پیدا ہوتا ہے کہ شہنشاہِ روس اگرچہ بظاہر مثل اور سلاطینِ یورپ کے ساکھ سے تھا
تھا مگر پہلے ہی سے درپردہ پادشاہِ پروشیا کی تائید کرتا رہا اور شاہِ پریشیا نے شہنشاہِ روس کی
تائید سے شہنشاہِ فرانس کو جو دوست اور موافق سلطانِ روم کا ہی مغلوب کیا اور اپنے کھٹکے
عہد شکنی اور جنگ پیکار پر آمادہ ہو گیا کیونکہ انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ اب سو انگریزوں کے
اور کوئی سلطان کا مؤید باقی نہ رہا پھر تنہا انگریز سے کیا ہو سکتا ہے یہ حضرات انگریز نے پہلے ہی
اپنا بندوبست درست کر لیا یعنی انھوں نے شہنشاہِ اسٹریا اور پادشاہِ اٹالی سے اس معاملے میں
گفتگو کی اور ان کے ساتھ ایک معاہدہ بائیں مضمون مکمل کر لیا کہ اگر شہنشاہِ روس باوجود افہامِ تفہیم سلاطینِ
اپنی اس نیتِ فاسد سے باز نہ آیا اور سلطان سے جنگ ہی ٹھہر گئی تو شہنشاہِ اسٹریا اور پادشاہِ
اٹالی انگریزوں کے ساتھ ملکر سلطان کی تائید کریں گے علاوہ اسکے عجب نہیں کہ اگر شہنشاہِ روس
علامہِ پریشیا والوں کی تائید کرنے پر آمادہ ہو جاوے تو اس وقت اراکینِ دولتِ انگلشیہ بھی اس
کی تائید میں اٹھ کھڑے ہو دیں خلاصہً ایسی ایسی فکر و تدبیر اور اس قسم کی کارساز یوں میں
حضراتِ انگریز مشغول اور سرگرم ہیں *

اب حضراتِ آپ ہی انصاف فرمادیں کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی بالاتر درجہِ محبتِ خلوص
عالمِ اسکان میں متصور ہو سکتا ہے یہ مسلمانوں کو ایسی قوم کی شکر گزاری اور منتِ پیمانی اور

اور چار ساڑھے چار برس اس اطراف میں پھرتا رہا یہاں سے امیر دوست محمد خان حرم میر
 کابل کے بھائی کے ساتھ گیا تھا وہاں خود امیر صاحبک مہمان ہوا انکی مہمان نوازی و مسافر
 پروری کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا دو مرتبہ اور مجھ کو ہندوستان میں آنے کا اتفاق ہوا اور
 صرف حیدرآباد و کن اور صوبہ سندھ میں رہ کر چلا گیا اب کے بھی برس ان ہو گئے کہ ہند میں آیا ہوں
 بمبئی بھوپال ام پور الہ آباد پٹنہ گیا وغیرہ شہروں سے پھرتے پھرتے اب کلکتے میں آیا ہوں
 اس سفر میں بھی ہر منزل و مقام کے رؤسا اور عظمائے مراتب مہمان داری مسافر نوازی انتہا کو
 پہنچائے مگر ہم تخصیص مرحم و شفقت خاص جناب الیہ بھوپال اور حضرت نواب صاحب بہادر
 والی رام پور کا شکریہ و سپاس ہرگز ادا نہیں کر سکتے خلاصہ مطلب اس بیان طویل سے یہ ہے کہ جبکہ
 تجربے سے مجھے ان سیاحتوں سے حاصل ہونے والی ان خصوص ہندوستان کے ان اسفار اربعہ
 میں جو کچھ حالات ان مختلف ملکوں کے مجھ پر منکشف ہوئے اوپر بنا کر کے میں کل ان مضامین
 کی تصدیق کر سکتا ہوں جو چند حضرات نے اس وقت نسبت اس سلسلہ خاص کے بیان کیا
 خصوصاً اس مضمون کی بخوبی ادائی شہادت اور تصدیق کر سکتا ہوں جو جناب سکریٹری
 مجلس نے و خصوصاً محبت و اتحاد فیما بین ملکہ انگلستان اور ہمارے سلطان کیوں مکان کے
 بیان فرمایا واقعی ہمارے سلطان سے جیسی محبت اس قوم انگریز کو ہی ایسی محبت و اتحاد ہرگز
 کسی دوسری قوم کو نہیں ہے چنانچہ مجھے اس وقت نہایت تازہ ایک حکایت یاد آتی ہے کہ جس سے
 انگریزوں کی ولی محبت اور دوستی حضرت سلطان کے ساتھ بخوبی ثابت اور متحقق ہوتی ہے
 یعنی جس وقت ابھی چند دن ہوئے پاشای مصر نے سلطان سے کسی قدر اخراجات طلب کیے
 ارادہ کیا تھا اور عجب تھا کہ ایک فساد عظیم برپا ہو جاتا اور آخر کو سلطان کی طرف سے ایک
 فرمان متضمن ہجر و توبیخ اور تنبیہ و تہدید کے پاشا کے موصوف کے نام آیا تھا اور اس میں بعض شرطیں

لہذا
 شہادت
 نسو
 کی

ی تمین کہ بر تقدیر قبول کرنے اور شرطوں کے عفو تقصیر ہو سکتی ہی پر پاشاے موصوف کو اس کے
 دل کرنے میں تامل تھا اور غالباً وہ اسے قبول نہ کرتے مگر پاشاے موصوف نے قبل قرار دینے
 سی امر کے قنصل سلطنت انگریزی متعین مصر سے اس امر میں اشارہ کیا اس پر قنصل موصوف
 نے تامل پاشاے موصوف سے یہ کہا کہ مجھ کو اولیائے دولت علیہ جناب ملکہ مغلیہ کی طرف
 لکھا گیا ہو کہ اگر آپ بدستور سلطان کی اطاعت بخوشی قبول کر لیویں اور احکام مشہرہ اٹھ
 مان کو مان لیویں فہمادرنہ اسی وقت میں بیل تار برقی ہمارے جہازات جنگی پر جو یونان میں
 ہیں حکم صادر کرتا ہوں کہ وہ یکسر اسکندریہ کو روانہ ہو وین اس کے سنتے ہی پاشاے موصوف
 نے چھٹکے چھوٹ گئے اور نشہ فرو و سرکشی سر سے جاتا رہا فوراً اسے چونچ چرا او سندان
 جب الاذعان کی کل شرطیں قبول کر لیں اور بدستور طوق اطاعت سلطانی اپنے گھٹنے میں
 ال لیا اور کل خیالات یہودہ اپنے دل سے دور کیے اب یہ انتہائی مرتبہ محبت
 اتحاد ہو کہ سلطان کے دشمن خارجی سے تو لڑ رہی چکے اور اب بھی بشرط ضرورت
 رٹنے کو طیار ہیں اور یہ ایک دشمن خانگی تھا کہ جس نے بغاوت پر کمر باندھی
 تھی اور اسکی تہدید و تنبیہ کے لیے خود سلطان کی ادنیٰ توجہ کافی تھی مگر چونکہ اس میں بھی
 سلطان کو ایک زحمت و تکلیف لائینی اوٹھانی پڑتی اس لیے ان لوگوں نے اس قدر
 زحمت کو بھی سلطان کے لیے پسند کیا اور گو پاشاے مصر سے بھی حضرات انگریز کو محبت
 و اتحاد ہی مگر چونکہ وہ سلطان کے نائب ہونے کی حیثیت سے ہوا سیلے سلطان کے
 قابضے میں اسکا کچھ بحال نہ کیا اور حق تو یہ ہو کہ اگر یہ آٹھ فوج کشی آلودہ نہوجا تو کچھ عجیب کہ
 پاشاے مصر سلطان کے ساتھ ایک بار مقابلہ ضرور کرتے اور اسکا مال کس قدر بدتھایہ خود
 پر حضرات پر منکشف ہی تو حضرات انگریز کی اس آمادگی سے طرفین اوس میں سے ہی سے ہی گئے

اور چار ساڑھے چار برس اس اطراف میں پھرتا رہا یہاں سے امیر دوست محمد خان حوم امیر
 کابل کے بھائی کے ساتھ گیا تھا وہاں خود امیر صاحبک مہمان ہوا انکی مہمان نوازی و ہر مسافر
 پر دوری کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا دو مرتبہ اور مجھ کو ہندوستان میں آنے کا اتفاق ہوا اور
 صرف حیدر آباد وکن اور صوبہ سندھ میں رہ کر چلا گیا اب کے بھی برس ان ہو گئے ہند میں آیا ہوں
 بمبئی بھوپال ام پور الہ آباد پٹنہ گیا وغیرہ شہروں سے پھرتے پھرتے اب کلکتے میں گیا ہوں
 اس سفر میں بھی ہر منزل و مقام کے رؤسا اور عظمائے مراتب مہمان دہی مسافر نوازی انتہا کو
 پہنچائے مگر ہم تخصیص ملحم و اشفاق خاص جناب الیہ بھوپال اور حضرت نواب صاحب بہادر
 والی رام پور کا شکرو سپاس ہرگز ادا نہیں کر سکتے خلاصہ مطلب اس بیان طویل سے یہ ہو کہ حقیقت
 تجربے مجھے ان سیاحتوں سے حاصل ہونے والی مخصوص ہندوستان کے ان اسفار اربعہ
 میں ہر جو کچھ حالات ان مختلف ملکوں کے مجھے منکشف ہونے اور ہر بنا کر کے میں کل ان مضامین
 کی تصدیق کر سکتا ہوں جو چند حضرات نے اس وقت نسبت اس سلسلہ خاص کے بیان کیا
 خصوصاً اس مضمون کی بخوبی ادای شہادت اور تصدیق کر سکتا ہوں جو جناب سکریٹری
 مجلس نے درخصوص محبت اتحاد فیما بین ملکہ انگلستان اور ہمارے سلطان کیوں مکان کے
 بیان فرمایا واقعی ہمارے سلطان سے جیسی محبت اس قوم انگریز کو ہی ایسی محبت اتحاد ہرگز
 کسی دوسری قوم کو نہیں ہی چنانچہ مجھے اس وقت نہایت تازہ ایک حکایت یاد آتی ہے کہ جس سے
 انگریزوں کی ولی محبت اور دوستی حضرت سلطان کے ساتھ بخوبی ثابت اور مستحق ہوتی ہے
 یعنی جس وقت ابھی چند دن ہوئے پاشای مصر نے سلطان سے کسی قدر اخراج و ستم کی
 ارادہ کیا تھا اور عجب تھا کہ ایک فساد عظیم برپا ہو جاتا اور آخر کو سلطان کی طرف سے ایک
 فرمان مضمون جبر و تیغ اور تنبیہ و تہدید کے پاشا کے موصوف کے نام آیا تھا اور اس میں بعض شرطیں

یہ ایک
 حوالہ ہے
 اس کے
 لیے

لکھی تھیں کہ بر تقدیر قبول کرنے اور شرمون کے عفو و تقصیر ہو سکتی ہی پر پاشاے موصوف کو اس کے
 قبول کرنے میں تامل تھا اور غالباً وہ اسے قبول نہ کرتے مگر پاشاے موصوف نے قبل قرار دینے
 کسی امر کے فصل سلطنت انگریزی متعین مصر سے اس میں استشارہ کیا اس پر فصل موصوف
 نے تامل پاشاے موصوف سے یہ کہا کہ مجھ کو اولیائے دولت علیہ جناب ملک مغلیہ کی طرف سے
 حکم آگیا ہے کہ اگر آپ بدستور سلطان کی اطاعت بخوشی قبول کر لیں اور احکام و شہ اٹھ
 فرمان کو مان لیں وہاں ہر ذیقت میں سبیل تار برقی ہمارے جہازات جنگی پر چوینا میں
 ہر جگہ صادر کرتا ہوں کہ وہ یکسر اسکندریہ کو روانہ ہو ورنہ اس کے سنتے ہی پاشاے موصوف
 کے چھکے چھوٹ گئے اور نشہ قزو و سرکشی سر سے جاتا رہا فوراً اسے چون چڑا اس فرمان
 واجب الاذعان کی کل شرطیں قبول کر لیں اور بدستور طوق اطاعت سلطانی اپنے گھٹنے
 ڈال لیں اور کل خیالات یہودہ اپنے دل سے دور کیے اب یہ انتہائی مرتبہ محبت
 و اتحاد ہے کہ سلطان کے دشمن خارجی سے تو لڑ رہی چکے اور اب بھی بشرط ضرورت
 لڑنے کو طیار ہیں اور یہ ایک دشمن خانگی تھا کہ جس نے بغاوت پر کمر باندھی
 تھی اور اس کی تہدید و تنبیہ کے لیے خود سلطان کی ادنیٰ توجہ کافی تھی مگر چونکہ اس میں بھی
 سلطان کو ایک زحمت و تکلیف لاجینی اوٹھانی پڑتی اس لیے ان لوگوں نے اس قدر
 زحمت کو بھی سلطان کے لیے پسند کیا اور کو پاشاے مصر سے بھی حضرات انگریز کو محبت
 و اتحاد ہی مگر چونکہ وہ سلطان کے نائب ہونے کی حیثیت سے ہر سیلے سلطان کے
 مقابلے میں اس کا کچھ کا خط نکلیا اور حق تو یہ ہو کہ اگر یہ اس طرح فوج کشی پر آمادہ نہ ہو جاتا تو کچھ نتیجہ تھا کہ
 پاشاے مصر سلطان کے ساتھ ایک بار مقابلہ ضرور کرتے اور اسکا مال کس قدر بدتھا یہ خود
 آپ حضرات پر منکشف ہے تو حضرات انگریز کی اس آمادگی سے طرفین اس معاملے سے بچ گئے

اور وافی ہون کی اور اس جواب کی نسبت جیسا کچھ حتمال جناب سکرری صاحب اور جناب مولوی عبدالحکیم صاحب نے بیان کیا ہی میری دانست میں بھی وہی احتمال صحیح معلوم ہوتا ہی کیونکہ ہمیں شک نہیں کہ اگر وہ یہ سمجھے ہوتے کہ یہ سوال ہندوستان کے حال سے کیا جاتا ہی لامحالہ اسے دارالاسلام کہتے اور یہاں رہنے والوں کو کہہ بیستامین نہ کہتے عرب صاحبون نے جو کچھ علمائے حرمین کے فتویٰ کا حال بیان کیا نہایت صحیح اور درست ہی ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزر اسلئے اور آخر ۱۲۶۶ عیسوی کو میرے دوست جناب حاجی سعید بخش صاحب زمیں دار سلٹ جو سات برس مکے میں رہ آئے ہیں ہند میں آئے وقت مکہ معظمہ کے حنفی اور شافعی اور مالکی تینوں مذہب کے مفتیوں کے دستخط سے ایک فتویٰ اسی مادے میں لکھوا لائے ہیں *

۱۔ بعد مرتب ہونے اس رویداد کے عالیجناب صدر مجلس اہل فتویٰ جناب حاجی سعید بخش صاحب سے منگوا کر مجلس کے حوالہ کر دیا چنانچہ اب وہ سررشتہ مجلس میں موجود ہے اور سکی نقل بجابرہ ذیل میں مندرج ہوتی ہے *

ما قولکم دام فضلکم

بلا دالہندہ التي حاکمها النصاری لا یمنعون کل احکام الاسلام کالصلوة والعیدین وغیرہا وینکالون بعض احکام الاسلام یعنی یورثون من بدال دینہ علی مذہبہم من مورثہ المسلم فصل ہی دار الاسلام اولاً وھل یجب علیہم الجمعة اولاً وھل یصل المسلمون

میں سے اس کو بچشم خود دیکھا، تو اس کا مضامین یہ ہو کہ جس ملک میں شیخ شجاع الاسلام

بعد رکتی الجمعة اربع رکعات بنیة اداء الظهر الذي ادرکوا وقتہ ولم یؤدوا المعروف

فی کتاب الفقہ اولاً بینوا توجرو

الحمد لله رب العالمین ربی دنی علمتہ اقدم فیہا شیئی من یعاتر الاسلام فحی الاسلام و

تجب الجمعة ان استکملت بقیة شرائطها كما فی الدلیل المتخذ و فی اداء الاربع بعد الجمعة

خلافه واعتمد العلامة المقدسی انہ یؤتی بها فی «وضع وقع فیہ الشاع ولیکن كما

قال واربعة رحمه الله تعالى ونحن لا نؤمر بذلك امثال هؤلاء العوام بل ندل علیہ الخواص والله

سبحانہ وتعالى اعلم امر بذلك الراجی لطف رب الخفہ جمال بن عبد الله شیعہ عمر الخفہ

مفتی مکة المکرمہ حالاً کان الله طعمه حامداً مصلیاً مسلماً

مر
قل كل جمال لله
عندنا

الحمد لله وحده وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه والسالكين فحجهم بعزل اللهم

اسألك هداية للصواب نعمتہ اقدم فیہا شیئی من شعائر الاسلام فحی الاسلام وتجب الجمعة

ان استکملت شرائطها فان اقيمت جمع متعددة فی موضع واحد يمكن ان یجتمعو فی مسجد

من مساجد الجمعة السابقة هی الصحیحة وما عداها یجب علی اهلها ان یصلوا ظهراً فان حصل

شك فی السبق والتأخر ولا فتران فالبراءة لهم ان یصلوا الظهر بعد الجمعة واما عند تخلف شیء

من شروط صحة الجمعة فانها لا تصح ولا تنعقد فان صلوها موافقة لبعض اقوال احد

من اربعة اربعة ثم اداوا عاداتها ظهر امانة الاقوال الخالفة لذلك فلا بأس

بذلك اذ كل صلاة اختلفت فی صحتها فانه یسن اعاتها ولو فرادى خارج العتق كما صرح بذلك

بھی پائی جاوے وہ دارالاسلام ہی بھر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں
 (جہاں تفتہ پٹا بل شعائر الاسلام جاری ہیں) کون سی گفتگو باقی رہی علمای حرمین کے
 فتویٰ نویسی کا طریقہ مثل ہمارے ملک کے مفتیوں کے نہیں ہے یعنی وہ اپنے فتاویٰ میں
 روایات فقہیہ اور اولہ کتابی نقل نہیں کرتے بلکہ بطور حکم کے سوال سائل کا جواب لکھ کر
 اپنے دستخط کر دیتے ہیں یہی اس فتویٰ میں بھی کسی کتاب کی عبارت منقول نہیں ہے
 پر مجھے یاد آتا ہے کہ ایک وایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کتاب میں کانا نام قہوت
 یا ونہین میری نظر سے گذری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک دارالاسلام میں کچھ بھی احکام

کثیر من ائمتنا واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ المرتب من ربہ الغفران احمد
 بن زینہ دحلان مفتی الشافعیہ بمکة المحمديہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ ومشائخہ

واخوانہ ومحبیہ والمسلمین
 المرتب من ربہ
 الففران السید احمد
 دحلان مفتی الشافعیہ
 بمکة المحمديہ

الحمد للہ وحدہ رب زدنی علماً فی حاشیۃ الدسوقی ان بلادہ اسلام لا تصیر حرب
 بحد استیلا ائمہ علیہا بل حتی تنقطع اقامۃ شعائر الاسلام او غالبہا اے واما وجوب
 صلوۃ الجمعة فلا شک فیہ ولا یعیلا حال الظہر بعد الجمعة عندنا واللہ اعلم
 کتبہ حسین بن ابراہیم مفتی المالکیہ بمکة المشرفۃ المحمديہ وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

حسین
 عبد اللہ

اسلام باقی ہے تب تک وہ دارالحرب نہیں ہوتا تو کیا عجب کہ علمائے حرمین نے اسی سبب سے
 بنا کر کے وہ فتویٰ لکھا ہو اور عجب لکھائی حرمین کا فتویٰ اسباب میں ہو چکا ہو پھر ہماری
 گفتگو کی کون سی جگہ باقی رہی اور درخصوص محبت اور خلوص قوم نصاریٰ ساتھ سلطانِ روم
 اور پاشا سے مصر اور امیرِ کابل وغیرہ کے جو کچھ مضامین جناب کمرہ نری صاحب نے
 بیان فرمایا اور عرب صاحبوں نے اسکی تائید اور تصدیق کی یہ کچھ معجیب نہیں ہے کیونکہ
 خود خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں انکی نسبت یوں فرمائی ہے وَلَقَدْ كَانَ أَقْرَبُكُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ
 آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ خَلَّكَ بِأَن مِّنْهُمْ قَسِيصِينَ وَكُتُبَانَا وَأَنَّهُمْ يَسْتَغْبِرُونَ
 اور تو پاؤں کے گاسب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں کے وہ لوگ جو کہتے ہیں
 کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اسوا سطحو کہ او نہیں عالم ہیں اور درویش ہیں یہ کہ وہ کبر نہیں کرتے *
 پس اگرچہ نصاریٰ کہلانے میں اور بہت سی اقوام بھی شامل ہیں مگر خداوند تعالیٰ نے
 یہ محبت و مروت اہل اسلام خاص اسی قوم انگریز کے حصے میں ڈال دیا ہے اور اسی وجہ سے
 خداوند تعالیٰ نے انکو ایسی ایک مملکت وسیع کا حاکم بنایا جسکے ایک ثلث باشندگان
 اہل اسلام ہیں *

ان سب تقریروں کے بعد تحریکِ شکر یہ بخیر مت جناب لوی کرامت علی صاحب
 باتفاق و ہمہ ستانی جملہ اراکین حاضر جلسہ منظور ہوئی *
 بعد اسکے عالیجناب صدر مجلس کا شکریہ ادا کیا گیا اور مجلس بجا خاست ہوئی۔

عبدالباری
 صدر مجلس

ضمیمہ اول

بعد قلمبند ہونے رویداد مندرجہ صفحات ماقبل کے طبقہ علیہ اہل اسلام کے ایک بہت بڑے عالم یعنی جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب خیر آبادی جسکا علم و فضل تمام ہندوستان میں مسلم الثبوت ہی اتفاقاً کلکتے میں رونق افروز ہوئے

چونکہ وہ اسلامی مجلس انکارہ علمیہ فلکیہ کے اراکین غیر حضوری میں سے ہیں انہیں جناب سکریٹری نے رویداد مذکور کو روکنے ملاحظہ سے گذرانا اور ہندو عاس بات کی کہ مولوی صاحب ممدوح مسئلہ محوث عنہ پر اپنی رائے تحریر فرماوین چنانچہ ممدوح الیہ نے بر طبق اس کے اپنی رائی لکھ دی جو بعینہ سطور ذیل میں مندرج ہے :

دیرینہ و صاحب اتفاق فائز کلکتہ شریعت و تحریک کہ در خصوص دارالاسلام ہندوستان میں ہندوستان و زمانہ مجلس انکارہ علمیہ کلکتہ سمت ترقیم یافتہ باسماں نظر و ایم و حقیقت تقریر جناب مولوی کر امت علی صاحبین باب بغایت متین و محقق دست انچہ جناب سکریٹری صاحب جناب مولوی ابوالقاسم عبدالحکیم صاحب بیان فرمودہ اندہم صحیح و درست است باجماع و ہندوستان و دولت سرکار و ولتمدار کشیہ ملک ہندوستان و روایات معتبرہ کتب فقہیہ بالارباب دارالاسلام است، چیکونہ درین باب جائے اشتباہ و محل شک نیست :

حررہ عبدالمفتاح الی حمہ ربہ الہادی محمد عبدالحق العمری خیر آبادی عاملہ الصد
بفضلہ البادی فی العواقب البادی و ہم قمبروری الشیخ عیسوی

ضمیمہ دوم

او کمال حسن اتفاق یہ ہے کہ بعد اسکے خود جناب مفتی سعد اللہ صاحب کتب فتویٰ و خصوص دارالاسلام ہونے ہندوستان کے جسکا جناب سکریٹری صاحب نے اپنی تقریر میں باین عبارت ذکر کیا ہے

اور میں نے سنا ہے کہ قبل اسکے خود مفتی صاحب ہندوستان کے دارالاسلام ہونے پر
فتویٰ لکھا ہے) دستیاب ہو گیا چنانچہ وہ فتویٰ تمامہ ذیل میں مندرج ہوتا ہے:

ما قوطھو

درین مسئلہ کہ بلاد ہندوستان مجاہدہ نصاریٰ حکم دارالاسلام میدہد کہ احکام دارالاسلام
مثل جواز صلوٰۃ جمعہ وعیدین ورنہ جاری نہ ہو یا نہ ہو یا حکم دارالحرب مومنین اخذ رہو و سوا از جریان
بحکم این حدیث لا رہو بید المسلم والحدی فی دار الحرب علی ما فی الهدایہ وغیرہا روایت
مینو البعبارۃ الکتاب توجروا یوم الحساب

هُوَ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْقَوَاب

نظایر آنست کہ بلاد مسطورہ حکم دارالاسلام میدہند نہ حکم دارالحرب یا کہ ہمہ بلاد ہندوستان
پیش ازین بہنگام حکومت سلاطین دارالاسلام شدہ بودند و حدود و قصاص و جماعہ احکام شرعیہ
در ان از جانب حکام اسلام بلاد غدہ نافذ میشد و دارالاسلام نزد امام ابوحنیفہ حکم دارالحرب
وقتی پیدا میکن کہ شرط ثلثہ در ان رعایا فتنہ شوند اول جرای احکام کفار و عدم جریان احکام اسلام
و دوم اتصال بلد و بلاد الحرب ہر چہ از جانب قوم باقی نماندن کسی از مسلم و ذمی بر امان اول تو نزد
ساجین رج جو و شرط اول انی میر ویت دار الحرب کا فیتہ اگر چہ بر و شرط اخیر یافتہ نشود و الفتاوی
الحاکمیریہ قال محمد فی الزیادۃ استلما تصیر دارالاسلام دار الحرب عندا بحنیفہ
شرائط ثلث احدھا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لا حکم فیہا بحکم
الاسلام والثانی ان یکون متصلہ بدار الحرب لا یتخلل بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام
الثالث ان لا یبقی فیہا مؤمن و لا ذمی امانا بامانہ الاول الذی کان قابلا قبل الاستیلا
کفار للمسلم باسلامہ وللذمی بعقد الذمۃ وصورۃ المسئلۃ علی ثلثۃ اوجہ
ما ان یغلب اهل الحرب علی حار من ورنہ اوار قتل اهل مصر و غلبوا و اجروا

ضمیمہ اول

بعد قلمبند ہونے رویداد مندرجہ صفحات باقبل کے طبقہ علیہ اہل اسلام کے ایک بہت بڑے عالم یعنی جناب مولوی محمد عبدالحق صاحب خیر آبادی جن کا علم و فضل تمام ہندوستان میں مسلم الثبوت ہو اتفاقاً کلکتہ میں رونق افروز ہوئے

چونکہ وہ اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ کے اراکین غیر حضوری میں سے ہیں اس لیے جناب سکریٹری نے رویداد مذکور کو ان کے ملاحظہ سے گزارنا اور ہندو عاس بات کی کہ مولوی صاحب مدوح مسئلہ محوٹ عنہ پر اپنی رائے تحریر فرماوین چنانچہ مدوح الیہ نے برطبق اس کے اپنی رائے لکھ دی جو بعینہ سطور ذیل میں مندرج ہوئی *

دیرینہ و زاہد اتفاق فائز کلکتہ شریہ و تحریک کے درخصوص اہل اسلام ہندوستان میں ہندوستان و زمانہ مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ سمت ترقیم یافتہ باسماں نظر دایم و حقیقت تقریر جناب مولوی کرامت علی صاحب بن باب بغایت متین و محقق ست انچہ جناب سکریٹری صاحب جناب مولوی ابوالقاسم عبدالحکیم صاحب بیان فرمودہ اندہم صحیح و درست ست باجماع و تہمید دولت برکار دولتدار انجمن کشیہ ملک ہندوستان ان روی روایات معتبرہ کتب فقہیہ بلازیب دارالاسلام ہست، چیکونہ درین باب جائے اعتبار و محل شک نیست *

حررہ عبدالمفتاح الی حمہ ربہ الماوی محمد عبدالحق العمری خیر آبادی عاملہ امد
بفضلہ البادوی فی العواقب المبادوی وہم قسور وری ائہ عیسوی

ضمیمہ دوم

او کمال حسن اتفاق یہ ہے کہ بعد اسکے خود جناب مفتی سعد اللہ صاحب فتویٰ و خصوصاً دارالاسلام ہونے ہندوستان کے جس کا جناب سکریٹری صاحب نے اپنی تقریر میں باین عبارت ذکر کیا ہے

اور میں نے سنا ہے کہ قبل اسکے خود مفتی صاحب ہندوستان کے دارالاسلام ہونے پر
فتویٰ لکھائی دستاویز ہو گیا چنانچہ وہ فتویٰ تمامہ ذیل میں مندرج ہوتا ہے۔

ما قو لہم

درین مسئلہ کہ بلاد ہندوستان مجسّمہ نصاریٰ حکم دارالاسلام میدانے کہ احکام دارالاسلام
مثل جواز صلوٰۃ جمعہ وعیدین ورنہ جاری رہے نہ تھا یا حکم دارالحرب مومن یا اذہر بنو و سوا ازہر یا
بحکم ابن حدیث کہ لا یؤید المسلم والحر فی دار الحرب علی ما فی الهدایۃ وغیرہا روایت
مینو البیارتۃ الکتاب توجہ و ایوم احساب

هُوَ الْمَلِكُ لِلْحَقِّ وَالصَّوَابِ

خطابہ آنست کہ بلاد مسطورہ حکم دارالاسلام میدانے کہ حکم دارالحرب یہ کہ ہمہ بلاد ہندوستان
پیش ازین ہنگام حکومت سلاطین دارالاسلام شدہ بودند و حدود و قصاص و جماعہ احکام شرعیہ
دران از جانب حکام اسلام بلا و غدر نہ نافذ میشد و دارالاسلام نزد امام ابوحنیفہ حکم دارالحرب
وقتی پیدا میکن کہ شرط ثلثہ دران رعایا فتنہ شوند اول جرای احکام کفار و عدم جریان احکام اسلام
دوم اتصال بلدہ بدارالحرب ہر چہ از جانب قوم باقی نمازن کسی از مسلم و ذمی بران اول تو نزد
صاحبین رجوع و شرط اول انہی تیر و ریت دارالحرب کا نیست اگر چہ ہر و شرط اخیر یافتہ نشو و الفتاویٰ
العالمگیریۃ قال محمد فی الزیادۃ اسلمنا تصیر دارالاسلام دارالحرب عندا بحنیفہ
بشرائط ثلث احدہا اجراء احکام الکفار علی سبیل لاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم
الاسلام والثانی ان یکون متصلہ بدارالحرب لا یتخلل بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام
والثالث ان لا یجفع فیہا مؤمن و لا ذمی امنا یا مانہ الاول الذی کان ثابعا قبل استیلا
الکفار للمسلم باسلامہ وللذمی بعقد الذمۃ وصورۃ المسئلۃ علی ثلثۃ اوجہ
اما ان یغلب اهل الحرب علی حار من دورنا او ارتداد اهل مصر و غلبوا واجدوا

یا کسی در ملک ایشان بدون اجازت ایشان داخل شدن نتواند قال فی الدل المنقذ ای لم یبق مسلم
او ذمی فیها اصلاً الا با مان الکفار و لم یبق الا مان الذی کان للمسلم باسلامه و للذمی
بعقل الذمة قبل استیلاء الکفار و فی الفصول العمادیة قوله وان لا یبق فیہ مسلم
او ذمی امناباً الا مان الاول معناه وان لا یبق فیہا مسلم او ذمی امناباً علی نفسه ذکره
فی السیال الکبیر و فی البرهان یشترط فی صیوۃ دار الاسلام دار الحرب والامن
ای امن المسلمین علی اموالهم و انفسهم انتهى —

و ظاهرست که نصاری نفس و مال کسی را من حیث الاسلام و عقد ذمه تلف نمی سازند تا خوف و عدم
امن متصور گردد و مسکن بلاد دیگر از مسافران و تاجران و سپاهیان بلاد غنچه بغیر استیذان و ملک
داخل میشوند و مسکن این بلاد هم بغیر اجازت بهر جانب که میخواهند میروند پس آنچه بعضی از حضرات
اکابر رحمهم الله تعالی فرموده اند هیچ مسلمان یا ذمی بغیر استیذان ایشان درین شهر و در نواح آن
نمی تواند برآمد برای منفعت خود و اردین و ساوین و تجارت و اما نفعت نمی نمایند اعیان دیگر مثل شجاع الملک
و ولایتی بیکم بغیر حکم ایشان درین بلاد داخل نمی توانند شدند انتهى —

خلافت و رعیت آری بعضی صاحبان عساکر و افواج کثیر را به جهت مصلح ملک می متعرض میشوند
و با فوج قلیل این جنس هر قدر هم مانعت نبیند چنانچه والی لاهور پیش ازین با چندین هزار سوار بر هر دو
میرسید و همچنین بجنگان و امیران دیگر با عساکر بسیر در تقاریب اعتسالی و غیره بر روی ملک
و مثال آن در بلاد محکومۀ نصاری می آیند و میروند و ایشان مزاحم و متعرض نمیشوند و مصلح
ملک همی سازد حکام دار الاسلام نیز با باب عساکر کثیره را ملک خود بغیر اطمینان داخل شدن نخواهند داد
مثلاً اگر مالک ایران به مالک آن با فوج خود قصد کند تورانیان را محاصره متعرض خواهند گردید پس از
روایات معتبره مذکوره و تحقیقات مسطور متحقق شد که مالک محکومۀ نصاری واقع هندوستان با اتفاق
امه خفته خفیه حکم دار الاسلام میداند نه حکم دار آخرت و آنچه بعضی از حضرات اکابر رحمهم الله تعالی فرموده اند

صح است که دارالاسلام دارالحرب میشود آری درین اختلاف است که می میشود طائفه میگویند که اگر
یک چیز از شعائر اسلام ممنوع باشد مثل اذان و ختان دارالحرب میگوید و طائفه دیگر میگوید که مدار صیورت
دارالاسلام دارالحرب بر محو شدن شعائر اسلام نیست بلکه هرگاه شعائر کفر بر غنچه اعلان و باج گیرد
دارالحرب میشود و گو شعائر اسلام برقرار باشد و فرقه سوطین هم ترقی کرده اند حد دارالحرب است که
ان لا یبقی مسلم و ذمی امنّا بالامان الا اول سوا و ترک بعض شعائر اسلام اول و سوا اعلن
شعائر الکفر اول و همین قول ثالث را محققین ترجیح داده اند و برین تقدیر معموله اکثر این شباهتشان
بلاشبه دارالحرب است و الله اعلم بالصواب انتهى بالفاظه -

ازین تفصیل و ترجیح و کتب معتبره متعارفه خفیه اثری پدید نیامست این صریح و کتب خفیه همان مذهب
امام عظیم و صاحبین است که اولاً مذکور شد و چون بدون بلاد هند محکومۀ نصاری و دارالاسلام محقق شد
گرفتند هو و از نصاری و مشرکین برین بلاد بالاتفاق جائز نیست آری اختلاف است در گرفتن سودا و
حریمان دارالحرب نزد امام ابو یوسف و امام شافعی و امام مالک امام احمد و محمد بن ابی حنیفه و ایست نزد
امام ابو حنیفه و امام محمد بن حاتم و در عین المذاهب میگوید لار بوین سید و عبده و لا بین
حربی و مسلم شاه و محمد بن ابی یوسف و الثالثه یحقق و در شنی شرح مختصر مذکور است قال ابو یوسف
و مالک و الشافعی و احمد یقع بینهما الرب لا یتلاق النصوص لوارده و هكذا قال ابو یوسف
والد المنتفی و در بیان شرح مواهب الرحمن مذکور است لار بوین مسلم و حربی فی داره عندنا
کالمولی و عبده و یحکم ابو یوسف به بینهما کالشافعی و مالک لا یتلاق النصوص
فانها لم تقبل المنع بمکان دون مکان و قیاساً علی مستأمن منهم فی دارنا و لهما ما دروا
مکول عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لار بوین المسلم و الحربی فی دار الحرب ذکرة
محمد بن الحنفیة فی المسند للبیهقی فی المعرفة فی کتاب السیر عن الشافعی قال قال ابو یوسف
انما قال ابو حنیفه انه لا یمنع من مکول من ثمنه مکول عن رسول الله صلی الله علیه وسلم

از کافر حر بی در و از حرب ظنی است پس عمل کردن بر دلیل اتوی باید مخصوصا وقتی که در و از حرب ظنی
 این دو بار علماء را اختلاف باشد پس جهت ثواب و گرفتن سود از حر بی آنکه و الزم خواهد بود و نیز قاعده
 فقه است اذا اجتمع المحال و المحام غلب المحام و این قیست که بر دلیل در یک تب باشد
 و چون یک دلیل اتوی و دلیل دیگر اضعف باشد پس عمل بر اتوی موکد تر میشود بنا برین عده هم
 با از حر بی نباید گرفت حاصل نیست که سود از حر بیان و در و از حر بی هم نباید گرفت احتیاطا لا اختلا
 بین العلماء فی اخذ الربو فی دار الحرب من الحربی انتهى هذا و الله اعلم بالصواب

AR HUNG TS

UPI NTF

Access No. 5618

9

